صاحب المغازی: عروۃ بن الزبیرؓ

محمد سہیل شفیق*

عروہ بن زبیر العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب القرشی الاسدی (۱) آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور قریش کے مشہور خاندان بنو اسد سے آپ کا تعلق تھا۔ (۲) مورخین نے آپ کی تاریخ ولادت میں اختلاف کیا ہے۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ آپ کی ولادت ۲۲ھ میں ہوئی اور بعض نے ۲۶ھ بیان کی ہے۔ (۳) ابن کثیر نے آپ کا سال پیدائش ۲۳ھ بیان کیا ہے۔ (۴) ابن شہاب زہری کے مطابق آپ حضرت عمرؓ کی خلافت کے آخری دنوں میں پیدا ہوئے اور ۹۴ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ (۵) حصول علم اور اشاعتِ علم کی آپ کو کس قدر تمنا تھی اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے:

حضرت معاویہ بن سفیان کے زمانے میں عبدالملک بن مروان، عبداللہ بن زبیرؓ، آپ کے بھائی مصعب بن زبیرؓ اور عروہ بن زبیرؓ ایک موقع پر مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے تو ایک نے کہا، آؤ ہم تمنا کریں۔ سب نے اپنی ایک ایک تمنا بیان کی۔ (۶) عروہ بن زبیرؓ نے کہا، تم جن باتوں میں لگے ہو، میرا ان سے کچھ تعلق نہیں، میری تمنا دنیا سے بے رغبتی کرنا اور آخرت میں جنت کے حصول میں کامیاب ہونا ہے، نیز یہ کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں، جن سے یہ علم روایت کیا جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ گردشِ زمانہ سے ان میں سے ہر ایک اپنی مراد کو پہنچا، اور اسی وجہ سے عبدالملک بن مروان کہا کرتا تھا، جسے کسی جنتی آدمی کے دیکھنے سے خوشی ہوتی ہو اسے عروہ بن زبیرؓ کی طرف دیکھنا چاہیے۔ (۷)

مغازیٔ رسول اللہ ﷺ اور عروہ بن زبیرؓ:

اسلامی تاریخ کی ابتداء سے ہی سرورِ دوعالم ﷺ کی سیرت طیبہ پر تصنیف و تالیف کا آغاز ہوگیا تھا۔ متعدد صحابہ کرامؓ ایسے تھے جو اپنی روایات کو باقاعدہ مدون صورت میں رکھتے تھے۔ سیرت طیبہ کی ابتدا عربوں کے مزاج کے عین مطابق فن مغازی سے ہوئی، جس سے مراد ان جنگوں کے حالات وواقعات ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے باقاعدہ شرکت فرمائی یا جو جنگیں آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں لڑی گئیں۔ غزوات کا ذکر قرآن مجید کی بعض مدنی

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ کراچی یونیورسٹی، کراچی، پاکستان

سورتوں میں بھی خاصی تفصیل سے ہوا ہے جبکہ کتب احادیث میں تو مستقل ابواب باندھے گئے ہیں۔علاوہ ازیں متاخرین صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام نے سیر و مغازی پر بہت سا سرمایہ روایات کی صورت میں زبانی و تحریری طور پر فراہم کیا ہے۔(۸)

مدینہ منورہ کو تفسیر، حدیث اور فقہ کی طرح علم سیر و مغازی کے اولین مرکز کی حیثیت بھی حاصل تھی۔ مدینہ منورہ میں دور اول کے اولین سیرت نگاروں میں حضرت ابان بن عثمانؓ (م۱۰۵ھ)، حضرت عروہ بن زبیرؓ (م۹۴ھ) اور ابن شہاب زہری (م۱۲۴ھ) کا نام لیا جاتا ہے۔ تاہم بعض قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ تابعین میں پہلے شخص جنہوں نے مغازی پر قلم اٹھایا وہ حضرت عروہ بن زبیرؓ تھے۔ واقدی کہتے ہیں:

كان عالماً، مأموناً، ثبتاً، حجةً، عالماً بالسير، وأول من صنف المغازی۔(۹)

وہ عالم، مامون، ثبت، حجت، اور سیر کے عالم تھے اور وہ پہلے ہیں جنھوں نے مغازی تصنیف کی۔

صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں:

ويقال اول من صنّف فيها عروة الزبير۔(۱۰)

کہا جاتا ہے کہ مغازی میں سب سے پہلے عروہ بن زبیرؓ نے کتاب لکھی۔

مغازی کی اہمیت کے پیش نظر مدینہ منورہ میں ان کی تعلیم و تدریس کے لیے مستقل مجلسیں اور درسگاہیں قائم تھیں۔ جن میں سیر و مغازی کا بیان ہوتا تھا۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ کی مستقل درسگاہ ''کتّاب عروہ'' کے نام سے مشہور تھی، جس میں وہ درس دیا کرتے تھے۔(۱۱) عروہ بن زبیرؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت، مغازی، تاریخ پر کتابیں لکھیں اور مسانید ترتیب دیں۔ آپ نے اخبار و احادیث کا ایک خاصا حصہ جمع کیا تھا لیکن واقعہ حرہ (۶۳ھ) میں آپ کی یہ کتابیں جل گئیں یا آپ نے یہ کتابیں خود جلا دیں تھیں۔(۱۲) ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں:

أنه احترقت كتبه يوم الحرة، و كان يقول، وددت لو أن عندى كتبی بأهلی ومالی.(۱۳)

''ان کی کتابیں واقعہ حرہ میں جل گئی تھیں، اور وہ کہا کرتے تھے کہ اے کاش! میرے اہل و مال کے بدلے وہ کتابیں میرے پاس ہوتیں۔''

حضرت عروہ اپنے تلامذہ سے احادیث اور صدرِ اسلام کے بہت سے واقعات بیان کیا کرتے تھے۔ امام ذہبی لکھتے ہیں:

''آپ سیرۃ النبی کے بڑے عالم، نامور محقق اور حافظ تھے۔''(۱۴)

زہری کہتے ہیں:

میں نے آپ کو علم میں گدلا نہ ہونے والا سمندر پایا۔(۱۵)

ابن اسحاق ، واقدی اور طبری نے ان کی کتابوں کے حوالے دیے ہیں۔حضرت عروہ سیرت رسول ﷺ سے متعلق لوگوں کے سوالات کا جواب اپنی جمع کردہ احادیث سے دیا کرتے تھے۔(۱۶)

عروہ بن زبیر کی ''کتاب المغازی'' کو آپ کے کئی تلامذہ نے آپ سے روایت کیا۔جن میں خاص طور پر ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن ''یتیم عروہ'' قابلِ ذکر ہیں۔بعض اوقات ''کتاب المغازی'' کی نسبت اس عہد کے عام رجحان کے مطابق ابوالاسود کی طرف بھی کردی جاتی ہے مگر اس سے عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی مراد ہوتی ہے۔ ابوالاسود کے بارے میں ذہبی نے تصریح کی ہے:

نزل ابوالاسود مصر و حدث بها بکتاب المغازی لعروة بن الزبیر عنه ۔(۱۷)

''ابوالاسود نے مصر جاکر عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی کی تعلیم ان ہی کی روایت سے دی۔''

دراصل عروہ بن زبیر کی ''کتاب المغازی'' کی روایت ابوالاسود نے اس طرح کی کہ اس میں اپنے دیگر طرق و اسناد سے روایتیں بیان کیں۔جس کی وجہ سے اس کی حیثیت مستقل کتاب کی ہوگئی۔اور ضائع ہونے کے باوجود کتاب المغازی ابوالاسود کی روایت سے عام ہوئی۔اور علماء ومحدثین نے اس کو مستند قرار دیا۔(۱۸)

ابن ندیم نے ابوحسان حسن بن عثمان زیادی (م ۲۴۳ھ) کی تصانیف میں عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی کا ذکر کیا ہے۔وہ لکھتا ہے:

وله من الکتب کتاب مغازی عروة بن الزبیر۔ (۱۹)

ان کی کتابوں میں عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی ہے۔

قاضی اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں:

ابوحسان زیادی (م ۲۴۳ھ) بغداد کے قاضی اور واقدی کے تلامذہ کبار میں سے ہیں۔ان کی تصنیفات میں مغازی عروہ بن زبیر کا شمار اسی اعتبار سے ہے کہ انھوں نے عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی میں اضافہ کرکے مستقل کتاب مدوّن کرلی تھی۔(۲۰)

عروہ بن زبیرؓ کی ''کتاب المغازی'' گو اصل شکل میں ہمارے سامنے موجود نہیں لیکن پندرھویں صدی ہجری کی تقریبات کے موقع پر ۱۴۰۱ھ /۱۹۸۱ء میں ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی (۲۱) نے ''مغازی رسول الله ﷺ لعروة الزبیر، بروایة ابی الاسود یتیم عروہ عنہ'' کے نام سے ایک کتاب احادیث وتواریخ اور سیر و مغازی کی کتابوں سے مرتب کی ، جسے مکتب التربیۃ العربی لدول الخلیج ، ریاض نے شائع کیا۔جس میں عروہ بن زبیرؓ کی کتاب المغازی کا معتد بہ حصہ آگیا ہے۔ڈاکٹر مصطفیٰ الاعظمی نے ان مغازی کو نقد وتحقیق کے ساتھ مدوّن کیا اور ایک طویل مقدمہ بھی

تحریر کیا۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ اور یہی کتاب ہمارے پیش نظر ہے۔ (۲۲)
ڈاکٹر مصطفیٰ الاعظمی لکھتے ہیں:

''حضرت عروہ بن زبیرؓ نے سیرت النبی ﷺ کے قواعد کی ترتیب و تدوین میں ایک خاص کردار ادا کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ مغازی رسول ﷺ کے سلسلے میں خلفاء و امراء اسلام کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ وہ لوگ اس سلسلے میں ان سے سوال کرتے، لکھتے اور یہ زبانی اور لکھ کر انھیں جواب دیتے اور بسا اوقات ان کے سوالات کو اپنی تالیف ''مغازی رسول'' کا حصہ بنا دیتے۔'' (۲۳)

علامہ شبلی نعمانی کے مطابق فن سیرت کا پہلا اصول یہ ہے کہ جو واقعہ بیان کیا جائے، اس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے، جو خود شریکِ واقعہ تھا، اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک تمام راویوں کا نام بہ ترتیب بتایا جائے۔ (۲۴) اس اصول کی مکمل پاسداری ہمیں حضرت عروہ بن زبیرؓ کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ نے عموماً انہی لوگوں کی زبانی واقعات کو بیان کیا ہے جو خود شریکِ واقعہ تھے۔ مثلاً آپ کے والد حضرت زبیرؓ بن العوام اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ اسلوبِ بیان واضح، مؤثر اور ابہام سے پاک ہے۔ واقعات کو سلسلہ وار بیان کیا ہے۔ اور تحریری دستاویزات کو بھی اپنا ماخذ بنایا ہے۔ مثلاً حضور اکرمؐ کے خطوط جو آپؐ نے اہل نجران، اہل ثقیف، اہل ہجر، اہل ایلہ، اہل خزاعہ، اور ذراعہ بن ذی یزن کو ارسال فرمائے تھے۔ انہیں آپ نے نقل فرمایا ہے۔ (۲۵)

حضرت عروہ بن زبیرؓ آیات قرآنی سے بھی بھرپور استشہاد کرتے ہیں، مثلاً دیکھیں: تلک الغرانیق العلی کا معاملہ (۲۶)، ہجرت مدینہ (۲۷)، غزوہ بدر (۲۸)، غزوہ بنی نضیر (۲۹)، غزوہ حمراء الاسد (۳۰)، غزوہ حدیبیہ (۳۱)، غزوہ تبوک (۳۲)، وفات رسول ﷺ۔ (۳۳)

موضوع کی مناسبت سے بعض اوقات اشعار بھی نقل کرتے ہیں۔ جیسے کہ زید بن عمرو بن نفیل کے لیے ورقہ بن نوفل کے اشعار نقل کیے ہیں۔ (۳۴) غزوہ بدر میں ہند بن عتبہ اور المجدر کے اشعار (۳۵)، سولی پر چڑھتے ہوئے حضرت خبیبؓ کے اشعار اور ان کی شان میں حضرت حسان بن ثابت کے اشعار (۳۶)، عمرۃ القضاء کے موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ طواف میں حضور اکرم کے ساتھ تلوار لے کر چل رہے تھے اور رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے (۳۷)، اسی طرح حنین کے مالِ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر عباس بن مرداس کے اشعار نقل کیے ہیں۔ (۳۸)

حضرت عروہ بن زبیرؓ نے سیرت کے سلسلے میں انساب کا بھی خاص اہتمام کیا ہے۔ جہاں کہیں ایسے نام آئے جو کئی افراد کے ہیں، چاہے وہ غزوات سے متعلق ہیں یا شہداء سے، تو انھوں نے محض نام پر اکتفا نہیں کیا بلکہ

تفصیل سے نسب کا ذکر کیا مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ''ان حضرات کے نام جو عقبہ کی بیعت میں شریک تھے''۔ اب وہ محض ''الانصاری'' پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ہر شخص کے ضمنی قبیلے اور شاخ کا بھی ذکر کرتے ہیں جیسے ''اوس بن ثابت بن المنذر الانصاری ثم من بنی عمر و بن مالك بن النجار'' گویا یہ انصار کے اس ضمنی قبیلے اور شاخ کے فرد ہیں۔ (۳۹) اسی طرح دیگر تفصیلات بھی بیان کرتے جاتے ہیں۔ جیسے غزوۂ بدر کے شرکاء کے اسمائے گرامی نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''عقبہ کی بیعت کے شریک، انصار کی شاخ بنو عمرو بن مالک بن النجار کے شریک بدر، اوس بن ثابت بن المنذر۔ ان کا کوئی وارث نہ تھا''۔ (۴۰) یا جیسے ''قریش کی شاخ بنو مخزوم بن یقظہ بن مرۃ من کعب کے الارقم بن الارقم۔ ابوالارقم کا نام عبد اور کنیت ابوصدف بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔'' (۴۱)

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے ان صحابہ کرامؓ کے اسماء بھی منقول ہیں جنھوں نے حضرت جعفرؓ اور ان کے رفقاء سے قبل پہلی مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ (۴۲) جن صحابہ کرام نے جنگ بدر میں شرکت فرمائی، کتاب میں ان کے اسمائے گرامی کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔ شہدائے جنگ احد کی مکمل فہرست بھی درج کتاب ہے۔ سیرت و مغازی کے جو جو واقعات کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ فاضل مرتب نے متعلقہ مقامات پر حواشی میں ان کے حوالے دے دیے ہیں۔ علاوہ ازیں مستشرقین سیرت و مغازی کے جن واقعات کو ہدفِ اعتراض و تنقید ٹھہراتے ہیں، فاضل مرتب نے ان کا نہایت عمدہ الفاظ میں جواب دیا ہے۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ نے آپ ﷺ کے معجزات کا بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر آپ نے (پانی کی تکلیف کے سبب) ایک تیر کنویں میں پھینکنے کا حکم دیا تو پانی کناروں تک آگیا۔ (۴۳)

عبدالملک بن مروان کے نام ایک خط میں حضرت عروہ بن زبیرؓ قریش کی مخالفت اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو اس ہدایت اور نور کی طرف جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا، دعوت دی تو ابتداء میں وہ آپ ﷺ سے کنارہ کش نہیں ہوئے بلکہ قریب تھا کہ آپ ﷺ کی بات مان لیتے مگر جب آپ ﷺ نے ان کے جھوٹے معبودوں کا ذکر کیا اور قریش کا ایک گروہ جو صاحب جائیداد تھا، طائف سے مکہ آیا، انھوں نے آپ ﷺ کی بات کا برا منایا اور آپ کے سخت مخالف ہوگئے، انھوں نے اپنے فرمانبرداروں کو آپ کے خلاف برانگیختہ کیا۔ اس طرح اکثر آدمی آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہوگئے۔ البتہ صرف تھوڑے سے وہ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ رہ گئے، جن کو اللہ نے اسلام پر قائم رکھا۔ کچھ عرصہ اسی طرح گذرا پھر قریش کے روساء

نے مشورہ کرکے اس بات کا تہیہ کرلیا کہ ان کے بیٹے، بھائی یا قبیلہ والوں میں سے جو مسلمان ہوگئے ہیں ان کو کسی نہ کسی طرح اسلام سے برگشتہ کیا جائے۔ یہ رسول ﷺ کے پیروکار مسلمانوں پر بڑی تکلیف اور سخت آزمائش کا وقت تھا جو ان کے بہکاوے میں آگئے وہ مرتد ہوگئے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ سے بچانا چاہا وہ بدستور اسلام پر قائم رہے۔''(۴۴)

حضرت عروہ بن زبیرؓ، ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تاریخ وفات کے متعلق عبدالملک بن مروان کو اس کے استفسار کے جواب میں لکھتے ہیں:

''مکے سے ہجرت کے تقریباً تین سال قبل حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا اوران کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا۔''(۴۵)

حضرت عروہ بن زبیرؓ کا ایک خط عبدالملک بن مروان کے نام بیعت عقبہ اور رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے متعلق ہے۔(۴۶)

اسی طرح غزوہ بدر کبریٰ کے بارے میں عبدالملک بن مروان نے عروہ بن زبیرؓ سے تحریری سوال کیا اور انھوں نے نہایت تفصیل سے اس کا جواب لکھا۔ لکھتے ہیں:

''آپ نے مجھے خط لکھا ہے اور مجھ سے ابوسفیان کے معاملے سے متعلق دریافت کیا ہے کہ اس کے حالات صحیح معنوں میں کیا تھے؟ تو سنیے کہ۔۔۔۔الخ''(۴۷)

حضرت عروہ نے فتح مکہ کے متعلق عبدالملک کے استفسار پر حسب ذیل بیان اسے لکھا تھا:

''آپ نے مجھ سے فتح مکہ کے موقع پر خالد بن ولید کی کاروائی دریافت کی ہے کہ کیا انھوں نے غارت گری کی اور کس کے حکم سے کی۔ اس کے متعلق نگارش ہے کہ۔۔۔الخ۔''(۴۸)

خلیفہ عبدالملک بن مروان (۶۵-۸۶ھ) نے حضرت عروہؓ سے اسلام کے ابتدائی حالات باقاعدگی سے سماعت کیے تھے۔(۴۹) آپ نے خلیفہ کے استفسارات پر جو مکتوبات لکھے وہ اسلام کی ابتدائی تاریخ، سیرت نبوی، غزوات، نزول وحی اور اسلامی معاشرت پر بڑا مستند اور اہم ذخیرہ ہیں۔ عبدالملک کے زیادہ تر سوالات کا تعلق غزوات سے ہے۔ عروہ بن زبیر کے مکاتیب بنام عبدالملک بن مروان کا مستشرق سپرنگر (Sprenger) نے جرمن زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔(۵۰)

خود عروہ بن زبیرؓ بھی صحابہ کرامؓ سے سوالات کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں کہ:

''عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے پوچھا کہ قریش نے اپنی

عداوت کے اظہار میں سب سے زیادہ سخت بات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کی تھی؟ انہوں نے کہا میں نے دیکھا آنحضرت ﷺ (کعبہ میں) نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط آپ ﷺ کے پاس آیا اور اپنی چادر آپ ﷺ کے گلے میں ڈال کر زور سے آپ ﷺ کا گلا گھونٹا۔ اتنے میں ابوبکرؓ آ پہنچے انہوں نے عقبہ کو دھکیل دیا۔ آنحضرت ﷺ کو چھڑایا اور کہنے لگے کیا تم ایک شخص کو اس لیے ناحق مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمھارے رب کی طرف سے نشانیاں بھی لے کر آیا ہے۔(۵۱)

عروہ بن زبیرؓ واقعات کے بیان میں اکثر یہ بھی بتاتے ہیں کہ سب سے پہلا یا آخری شخص کون تھا جس نے یہ کام کیا۔ جیسا کہ ان سے مروی ہے کہ:

سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مکہ مکرمہ میں بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کی۔(۵۲)

عقبہ کے دن رسول اکرم ﷺ کی سب سے پہلے بیعت ابوالہیثم بن الیتہان نے کی اور کہا یارسول اللہ! ہمارے اور لوگوں کے درمیان مختلف قسم کے دوستی کے رشتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ ہم ان سب سے دستبردار ہو جائیں اور آپ پھر اپنی قوم کے پاس واپس تشریف لائیں، ہم تمام معاہدات دوستی کو قطع کر کے آپ کے لیے لڑائیاں بھی لڑیں تو پھر ایسا ہو۔ اس پر حضور اکرم ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ: میرے تمھارے خون وقصاص و بدلے مشترک ہوں گے۔(۵۳)

پہلا غزوہ جس میں باقاعدہ جھنڈے تھے، غزوہ خیبر تھا۔ اس سے پہلے بعض علامتی نشانات ہوا کرتے تھے۔(۵۴)

عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ غزوہ موتہ میں عام مقابلہ شروع ہوا تو حضرت زید بن حارثہؓ رسول محترم ﷺ کے عطا فرمودہ علم سمیت مردانگی سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ پھر اس جھنڈے کو حضرت جعفر بن ابی طالب نے پکڑا، لڑائی گھمسان کی شروع ہوگئی تو وہ اپنے گھوڑے ''شقراء'' سے اتر کر لڑنے لگے، حتیٰ کہ شہید ہوگئے۔ ان کے پاؤں کاٹ دیے گئے اور اسلام میں اس قسم کا سلوک سب سے پہلے ان سے ہوا۔(۵۵)

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پہلے جب مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ مکہ آگئے اور یہاں بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور مدینہ میں بہت سے انصار اسلام لے آئے اور وہاں اسلام اچھی طرح پھیل گیا اور مدینہ والے مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنے لگے تو قریش نے آپس

میں طے کیا کہ ان کو ستائیں اور حملہ کریں۔ چنانچہ انھوں نے انصار کو پکڑ لیا اور پریشان کرنے لگے۔ اس سے انصار کو بڑی تکلیف اور اذیت ہوئی۔ یہ آخری مصیبت تھی جو مسلمانوں کو اٹھانا پڑی۔(۵۶)

امام بخاری نے صحیح بخاری میں حضرت عروہ بن زبیرؓ کی روایت کردہ بہت سی احادیث کو لیا ہے۔ اس سلسلہ میں ملاحظہ کیجیے: کتاب الجہاد والسیر : حدیث رقم ۷۸، ۲۴۱، ۱۶۷، ۲۲۸، ۲۳۲، ۲۵۲، ۳۳۵، ۳۷۰، ۳۷۲، ۳۸۳، ۴۱۲، ۴۱۸، کتاب بدء الخلق : حدیث رقم ۴۳۱، ۴۴۳، ۴۵۴، ۴۹۵، ۵۰۰، ۵۰۴، ۵۰۶، ۵۴۱، ۵۷۱، ۶۰۲، ۶۱۰، ۶۱۵، ۶۱۷، ۶۵۴، ۶۹۲۔ کتاب المناقب: حدیث ۷۱۹، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۷۲، ۷۸۰، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۳۱، ۸۴۷، ۸۷۲، ۸۸۰، ۸۹۸، ۹۱۳، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۶۳، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۳، ۱۰۱۲، ۱۰۱۵، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۷، ۱۰۳۷، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۵، ۱۰۹۰، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۷، ۱۱۰۷، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۲۱۔ کتاب المغازی: حدیث رقم ۱۱۵۸، ۱۱۶۰، ۱۱۶۴، ۱۱۸۹، ۱۱۹۵، ۱۲۰۵، ۱۲۱۲، ۱۲۳۹، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۵۷، ۱۲۶۷، ۱۲۸۱، ۱۳۰۰، ۱۳۰۴، ۱۳۱۵، ۱۳۳۴، ۱۳۸۳، ۱۳۹۲، ۱۴۱۴، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۳۴، ۱۴۴۶، ۱۴۵۰، ۵۴۶، ۱۵۲۱، ۱۵۲۷، ۱۵۵۱، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۸، ۱۵۶۶، ۱۵۷۰، ۱۵۷۷۔ کتاب التفسیر: حدیث رقم ۱۶۰۶، ۱۶۱۳، ۱۶۱۵، ۱۶۲۹، ۱۶۷۳، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۹۱، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۷۰۸، ۱۷۲۲، ۱۷۳۲، ۱۷۵۱، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۵۸، ۱۸۹۴، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۴۳، ۲۰۴۷، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۹۴۔ (۵۷)

یہاں ہم نے بطور مثال کتاب الجہاد والسیر، کتاب بدء الخلق، کتاب المناقب، کتاب المغازی اور کتاب التفسیر کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی عروہ بن زبیرؓ سے صحیح بخاری میں احادیث مروی ہیں۔ جنہیں اگر مرتب کیا جائے تو سیر و مغازی پر صرف صحیح بخاری کی احادیث کی روشنی میں ایک جامع اور مبسوط کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ آخر میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عروہ بن زبیرؓ نے نہ صرف سیر و مغازی کی بنیاد رکھی بلکہ ایک مکمل اور جامع نقشہ ہمارے سامنے پیش کیا جس کی روشنی میں فن سیرت نگاری کا ارتقاء ہوا۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، (اردو ترجمہ: علامہ عبداللہ العمادی) نفیس اکیڈمی، کراچی، طبع سوم، ۱۹۸۲ء، حصہ پنجم، ص ۱۸۹

(۲) ابوعبداللہ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدرآباد دکن، ۱۳۳۳ھ، ج ۱، ص ۵۸

(۳) ابن خلکان، وفیات الاعیان، (اردو ترجمہ: اختر فتح پوری)، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۰ء، ج ۳، ص ۲۰۶

(۴) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مطبعۃ السعادۃ بجوار محافظہ مصر، س ن، ج ۹، ص ۱۰۲

(۵) ابوعبداللہ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص ۵۹

(۶) عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا میری تمنا یہ ہے کہ میں حرمین کا مالک بنوں اور خلافت کو حاصل کروں۔ مصعب بن زبیرؓ نے کہا میری تمنا یہ ہے کہ میں عراقین کا مالک بنوں اور قریش کی دو شریف پردہ دار عورتوں سکینہ بنت حسین اور عائشہ بنت طلحہ کو اکٹھا کروں۔ عبدالملک بن مروان نے کہا، میری تمنا ہے کہ میں ساری زمین کا مالک بنوں اور معاویہؓ کو پیچھے چھوڑ جاؤں۔

(۷) ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۳، ص ۲۰۷

(۸) اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ (م ۶۸ھ)، عبداللہ بن عمرو بن العاص (م ۶۳ھ)، براء بن عازب (م ۷۴ھ) اور مسور بن مخرمہ کے نام بطور خاص لیے جاسکتے ہیں۔

(۹) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۹، ص ۱۰۱

(۱۰) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، الفیصلیۃ مکۃ المکرمۃ، ج ۲، ص ۱۷۴۷

(۱۱) یہ درسگاہ مسجد نبوی ﷺ کے باب السلام اور مصلی (مسجد غمامہ) کے درمیان مسجد بنی زریق کے قریب واقع تھی۔ اس علاقہ میں حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبدالرحمٰن بن حارث کے مکانات تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن حارث کے مکان کی ایک کھڑکی "کتاب عروہ" کی طرف کھلتی تھی۔ (دیکھیے: اطہر مبارک پوری، قاضی، تدوین سیر ومغازی، ص ۸۳، بحوالہ: وفاء الوفاء، ج ۳، ص ۷۹۳)

(۱۲) ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، دارالکتب علمیہ، بیروت، ۱۴۱۶ھ، ج ۷، ص ۱۸۳

(۱۳) ابن عبدالبر اندلسی، جامع بیان العلم وفضلہ (اردو ترجمہ: عبدالرزاق ملیح آبادی) ادارہ اسلامیات، کراچی، ۱۹۷۷ء، ج ۱، ص ۷۱

(۱۴) ابوعبداللہ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص ۵۸

(۱۵) ایضاً

(۱۶) فواد میزگن، سیرت نگاران نبوی، مترجمہ: شیخ نذیر حسین، مشمولہ: ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، اگست ۱۹۹۳ء، ص۹۱

(۱۷) عثمان الذہبی، سیر اعلام النبلاء، موسسۃ الرسالۃ مصر، ۱۹۹۰ء، ج۴، ص۴۲۶

(۱۸) اطہر مبارکپوری، تدوین سیر ومغازی، ص۱۷۹

(۱۹) ابن ندیم، الفہرست، ص۱۶۰

(۲۰) اطہر مبارکپوری، تدوین سیر ومغازی، ص۱۸۰

(۲۱) استاذ حدیثِ نبوی، جامعہ ریاض، سعودی عرب۔ ڈاکٹر مصطفٰے اعظمی ۲۱ اپریل ۱۹۳۲ء کو اعظم گڑھ۔ (یو۔پی) میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند، جامعہ ازہر قاہرہ، تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد قطر چلے گئے وہاں پہلے غیر عرب طلباء کو عربی کی تدریس پر مامور ہوئے بعد ازاں قطر کی پبلک لائبریری میں لائبریرین کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۶۴ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے پی ایچ۔ڈی کیا۔ مقالے کا عنوان تھا: ''Studies in Early Hadith Literature''۔ ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء میں جامعہ ریاض (سعودی عرب) میں استاذ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ عربی اور انگریزی کی ایک درجن سے زائد کتب کے مصنف، مرتب اور محشی ہیں۔

(۲۲) دیکھیے: مصطفٰے اعظمی، مغازی رسول اللہ ﷺ از حضرت عروہ بن زبیرؓ (اردو ترجمہ: محمد سعید الرحمٰن علوی) ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، طبع دوم، ۱۹۹۰ء

(۲۳) مصطفٰے اعظمی، مغازی رسول اللہ ﷺ از حضرت عروہ بن زبیرؓ، ص۶۰

(۲۴) شبلی نعمانی، سیرت النبی، (حصہ اول)، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۴ء، ص۴۲

(۲۵) مصطفٰے اعظمی، مغازی رسول اللہ ﷺ از حضرت عروہ بن زبیرؓ، ص۲۳۳ تا ۲۴۰

(۲۶) ایضاً، ص۱۰۸-۱۰۹

(۲۷) ایضاً، ص۳۱-۳۲

(۲۸) ایضاً، ص۱۳۹-۱۶۱

(۲۹) ایضاً، ص۱۷۳-۱۷۶

(۳۰) ایضاً، ص۱۸۱

(۳۱) ایضاً، ص۱۹۹

(۳۲) ایضاً، ص۲۲۶-۲۲۸

(۳۳) ایضاً، ص۲۲۹-۲۳۳

(۳۴) ایضاً، ص۱۰۵

(۳۵) ایضاً، ص۱۴۸، ۱۵۰

(۳۶) ایضاً، ص۱۸۴۔۱۸۵
(۳۷) ایضاً، ص۲۰۶
(۳۸) ایضاً، ص۲۲۴
(۳۹) ایضاً، ص۶۹
(۴۰) ایضاً، ص۱۶۲
(۴۱) ایضاً
(۴۲) ایضاً، ص۱۰۷
(۴۳) ایضاً، ص۱۹۷
(۴۴) ابن جریر طبری، تاریخ الامم والملوک (اردو ترجمہ: سید محمد ابراہیم)، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۳ء، ج ۲، ص۱۰۱
(۴۵) ایضاً، ص۴۱۵
(۴۶) مصطفیٰ اعظمی، مغازی رسول اللہ ﷺ از حضرت عروہ بن زبیرؓ، ص ۲۴۱۔۲۴۲
(۴۷) طبری، تاریخ الامم والملوک، ج۲، ص۱۵۶۔۱۶۰
(۴۸) ایضاً، ص۳۴۰۔۳۴۲
(۴۹) واضح رہے کہ عروہ بن زبیرؓ کے بھائی عبداللہ بن زبیرؓ (م۷۳ھ) نے مکہ مکرمہ میں اپنی خلافت قائم کرلی تھی اور ان سے عبدالملک بن مردان جنگ کررہا تھا، اس کے باوجود مغازی رسول ﷺ میں دلچسپی اور علم وتحقیق کا یہ عالم تھا کہ جانبین سے استفادہ اور افادہ کا سلسلہ جاری تھا۔ (اطہر مبارکپوری، تدوین سیر ومغازی، ص۱۶۴)
(۵۰) فواد سیزگن، سیرت نگاران نبوی، ایضاً، ص۹۲
(۵۱) صحیح بخاری، کتاب المناقب، حدیث رقم ۸۸۰
(۵۲) طبری، تاریخ الامم والملوک ج۲، ص۱۰۵
(۵۳) مصطفےٰ اعظمی، مغازی رسول اللہ ﷺ از حضرت عروہ بن زبیر، ص ۱۲۸
(۵۴) ایضاً، ص۲۰۳
(۵۵) ایضاً، ص۲۱۰
(۵۶) طبری، تاریخ الامم والملوک، ج۲، ص۱۲۶
(۵۷) ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری (مترجمہ: علامہ وحید الزماں) جہانگیر بکڈپو، لاہور، س ن، جلد دوم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆